از عدالتِ عظمیٰ

تاریخ فیصلہ:29اپریل،1960

میسرز چنداجی کوباجی اینڈ کمپنی۔

بنام۔

دی سٹیٹ آف آندھراپردیش۔

(ایس کے داس، جے ایل کپور اور ایم ہدایت اللہ، جسٹس صاحبان)

نظر ثانی-کی بنیادیں-آیا فریق کی اپنی دانستہ غفلت اور جان بوجھ کر ثبوت چھپانے کی اجازت ہے؟-مدراس جنرل سیلز ٹیکس ایکٹ، 1939 (مدراس ایکٹ IX، سال 1939)، دفعہ12(a) (6) (a) ۔

اپیل کنندہ کمپنی گھی اور مونگ پھلی کے تیل وغیرہ کی ڈیلر تھی۔ڈپٹی کمرشل ٹیکس آفیسر نے 28,69,151روپے اور طاق کے کاروبار پر سال 1948-49 کے سیلز ٹیکس تشخیص لگایا۔اسی طرح سال 1949-50 کے لیے اپیل کنندہ کا مشخصہ 28,72,083روپے کے کاروبار پر سیلز ٹیکس کے طور پر لگایا گیا تھا۔اپیل کنندہ نے ان تشخیصوں کو چیلنج کیا اور کمرشل ٹیکس آفیسر کے سامنے اس کی اپیل ناکام ہونے کے بعد دونوں معاملات سیلز ٹیکس اپیلیٹ ٹریبونل کے سامنے دوسری اپیل میں سامنے آئے۔ٹریبونل میں اپیل کنندہ نے اپنے دلائل کی حمایت میں کوئی مواد پیش نہیں کیا اور دونوں اپیلوں کو ٹریبونل نے یہ کہتے ہوئے نمٹادیا کہ اپیل کنندہ کا سیلز ٹیکس کا صحیح تشخیص کیا گیا تھا۔ٹریبونل کے مذکورہ بالا احکامات کے سلسلے میں اپیل کنندہ نے مدراس جنرل سیلز ٹیکس ایکٹ، 1939 (مدراس ایکٹIX،سال 1939) کی دفعہ 12A (6)(a) کے تحت جائزے کے لیے درخواستیں دائر کیں، یہ عرضی لیتے ہوئے کہ پہلے معاملے میں مواد کو ٹریبونل کے سامنے نہیں رکھا جا سکا کیونکہ اپیل کنندہ کے وکیل کو انگریزی یا تیلگو میں ہدایت دینے کے لیے کوئی نہیں تھا،اور دوسرے معاملے میں مراسلہ و کتابت کو دوسرے ریکارڈ کے ساتھ ملادیا گیا تھا۔ٹریبونل نے جائزے کے لیے

Ilyas Ahmed Pandit
2024.10.14 13:23
I attest to the accuracy and integrity of this document

درخواستوں کو اس بنیاد پر خارج کر دیا کہ اس کے سامنے لی گئی عرضی کی حمایت میں ضروری مواد پیش کرنے میں ناکامی، یا تو شدید لاپرواہی یا جان بوجھ کر روکنے کی وجہ سے، ایکٹ کی دفعہ 12A(6)(a) کی وجہ سے نہیں آئی۔ عدالت عالیہ نے ٹریبونل کے فیصلے کو برقرار رکھا۔ ایک معاملے میں خصوصی اجازت اور دوسرے میں عدالت عالیہ کے سرٹیفکیٹ کے ذریعے اپیل پر:

قرار کیا گیا کہ گیا کہ مدراس جنرل سیلز ٹیکس ایکٹ، 1939 (مدراس ایکٹ IX، سال 1939) کی دفعہ 12A(6)(a) کی شق اس وقت جائزے کی اجازت دیتی ہے جب کسی نگرانی، غلطی یا کوتاہی کے بذریعے ضروری حقائق، بنیادی یا ثبوت عدالت کے سامنے موجود نہیں تھے جب اس نے حکم منظور کیا جس کا جائزہ لینے کی کوشش کی گئی تھی، لیکن ایک فریق جائزے کے لیے پوچھنے کا حقدار نہیں تھا جب اس نے دانستہ غفلت یا جان بوجھ کر اس کے بذریعے کیے گئے دعوے کی حمایت میں ثبوت کو روک دیا تھا۔

ریاست آندھرا بنام سری اریسیبٹی سری رامولو، اے۔ آئی۔ آر۔ 1957 آندھرا پردیش 130، منظور شدہ نہیں۔

اپیلیٹ دیوانی کا دائرہ اختیار: دیوانی اپیل نمبر 420، سال 1957۔

ٹیکس نظر ثانی کیس نمبر 2، سال 1955 میں سابق آندھرا عدالت عالیہ کے 8 اگست 1955 کے فیصلے اور حکم سے خصوصی اجازت کے ذریعے اپیل۔

کے ساتھ

دیوانی اپیل نمبر 142، سال 1958۔

ٹی آر سی نمبر 32، سال 1954 میں سابق آندھرا عدالت عالیہ کے 28 جولائی 1955 کے فیصلے اور حکم سے اپیل۔

این راجیشور راؤ اور سردار بہادر، اپیل گزاروں کے لیے (دونوں اپیلوں میں)۔

مدعا علیہ کی طرف سے ٹی وی آر تتاچاری اور ٹی ایم سین (دونوں اپیلوں میں)۔

29.1960 اپریل۔

عدالت کا فیصلہ ایس کے داس جسٹس نے سنایا۔

Ilyas Ahmed Pandit
2024.10.14 13:23
I attest to the accuracy and
integrity of this document

ایس کے داس، جسٹس - یہ دو اپیلیں، ایک اس عدالت سے خصوصی اجازت کے ساتھ اور دوسری آندھرا عدالت عالیہ کی طرف سے دی گئی سند پر، ایک ساتھ سنی گئی ہیں اور یہ فیصلہ ان دونوں پر حکمرانی کرے گا۔

حقائق ایک جیسے ہیں اور فیصلے کے لیے مختصر سوال یہ ہے کہ آیا اپیل کنندہ، میسرز چنداجی کوباجی اینڈ کمپنی، گنٹور، مدراس جنرل سیلز ٹیکس ایکٹ، 1939 (مدراس ایکٹ IX، سال 1939) کی دفعہ 12A(6)(a) کے تحت درخواست دینے کا حقدار تھا، جیسا کہ اس پر لاگو ہوتا ہے۔آندھرا، مذکورہ ایکٹ کی دفعہ 12A کی ذیلی دفعہ (4) کے تحت اپیلٹ ٹریبونل کے حکم پر نظرثانی کے لیے۔ متعلقہ حقائق یہ ہیں۔اپیل کنندہ گھی، مونگ پھلی کا تیل، مرچیں وغیرہ کا سوداگر ہے اور گنٹور میں اپنا کاروبار چلا رہا تھا۔دیوانی اپیل نمبر 420، سال 1957 میں، ڈپٹی کمرشل ٹیکس آفیسر، گنٹور نے اپیل کنندہ کو سال 1948-49 کے لیے 28,69,151 روپے اور غیر معمولی کے کاروبار پر سیلز ٹیکس تشخیص لگایا۔اپیل کنندہ نے کمرشل ٹیکس آفیسر، گنٹور سے ناکام اپیل کرنے کے بعد سیلز ٹیکس اپیلیٹ ٹریبونل میں دوسری اپیل کی، جسے اس کے بعد ٹریبونل کہا جاتا ہے۔ٹریبونل کے سامنے اپیل کنندہ نے دیگر باتوں کے ساتھ دعوی کیا کہ کل کاروبار میں سے 10,45,156 روپے کی رقم اور ریاست آندھرا سے باہر رہنے والے پرنسپل کی جانب سے فروخت کے مرحلے پر قابل ٹیکس اشیاء کی کمیشن خریداری سے متعلق ہے اور اس لیے مدعا علیہ ریاست کے ذریعے ٹیکس قابل نہیں ہے۔اس عرضی کے سلسلے میں ٹریبونل نے کہا:

"جہاں تک 10,45,156-4-9 روپے کے مبینہ کمیشن ایجنسی کے کاروبار کا تعلق ہے، اپیل گزاروں کے پاس نہ تو پیشگی دلائل ہیں اور نہ ہی اس سلسلے میں اٹھائے گئے دلیل کی حمایت میں ہمارے سامنے کوئی مواد پیش کیا گیا ہے۔"

نتیجے میں ٹریبونل نے 30 مئی 1953 کو اپیل خارج کر دی۔

سال 1958 میں دیوانی اپیل نمبر 142 میں ڈپٹی کمرشل ٹیکس آفیسر، گنٹور نے درخواست گزار کا 28,72,083 روپے کے خالص کاروبار اور سال 1949-50 کے لئے تخمینہ لگایا تھا۔ اپیل کنندہ نے 19,89,076 روپے کی رقم کو اس بنیاد پر شامل کرنے پر اعتراض کیا کہ اس سے متعلق سامان خود کو بھیج دیا گیا تھا اور ریاست سے باہر کے مقامات پر بھیج دیا گیا تھا اور درحقیقت ریاست سے باہر پہنچایا گیا تھا۔اس عرضی کو سیلز ٹیکس حکام نے خارج کر دیا، اور ٹریبونل نے کہا:

Ilyas Ahmed Pandit
2024.10.14 13:23
I attest to the accuracy and
integrity of this document

"اپیل کی بنیاد پر اس بات پر زور دیا گیا ہے کہ فروخت کے ان لین دین کے سلسلے میں سامان کی ملکیت اپیل گزار کے پاس اس وقت تک رہی جب تک کہ فروخت کی قیمت جمع نہیں کی جاتی اور سامان ریاست سے باہر کی جگہوں پر خریداروں کو پہنچایا جاتا۔اس قسم کی وسیع دلیل کو آگے بڑھانے کے علاوہ کوئی مواد ہمارے سامنے نہیں رکھا گیا ہے یا اسے تشخیص کرنے والے اتھارٹی یا کمرشل ٹیکس آفیسر کے سامنے نہیں رکھا گیا ہے تاکہ اپیل کنندہ کے اس بیان کی حمایت کی جا سکے کہ سامان میں موجود جائیداد صرف ریاست سے باہر کی جگہوں پر خریدار کو منتقل ہوتی ہے۔

****

"اس بات سے انکار نہیں کیا جاتا کہ اگرچہ تحریری طور پر مراسلہ نہیں کیے گئے تھے، لیکن یہ لین دین ایک طرف اپیل کنندہ کے بیچ بطور فروخت کنندہ اور دوسری طرف مختلف افراد کے درمیان بطور خریدار خط و کتابت کا نتیجہ تھا۔یہ تسلیم کیا جاتا ہے کہ اس طرح مراسلہ وکتابت موجود ہے لیکن اپیل گزاروں نے یہ خط و کتابت ہمیں یا نیچے دیے گئے افسر کو دستیاب کرانے کا انتخاب نہیں کیا ہے۔جب وہ دستاویزات جو لین دین کی نوعیت کو شک سے بالاتر ثابت کرتی ہیں دستیاب ہوتی ہیں اور اپیل کنندہ کے ذریعہ روک دی جاتی ہیں، تو عام نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اس کے دلیل کے خلاف نتیجہ اخذ کرنا پڑتا ہے۔اس کے مطابق ہماری رائے ہے کہ اس معاملے میں یہ سمجھا جانا چاہیے کہ فروخت اس ریاست کے اندر ہوئی ہے اور انہیں قابل ٹیکس کاروبار میں صحیح طریقے سے شامل کیا گیا ہے۔"

اس نتیجے پر اپیل کو 19 اگست 1952 کو نمٹا دیا گیا۔

مذکورہ بالا دونوں احکامات کے سلسلے میں اپیل کنندہ نے ایکٹ کی دفعہ 12A (6)(a) کے تحت جائزے کے لیے درخواستیں دائر کیں۔یہ دفعہ، جہاں تک ان اپیلوں کے لیے متعلقہ ہے، پڑھتا ہے:

“12A(6)(a)-اپیلٹ ٹریبونل، مشخص الیہ یا ڈپٹی کمشنر میں سے کسی ایک کی درخواست پر، ذیلی دفعہ (4) کے تحت اس کے ذریعے منظور کردہ کسی بھی حکم کا ان حقائق کی بنیاد پر جائزہ لے سکتا ہے جو اس کے حکم منظور کرنے کے وقت اس سے پہلے نہیں تھے:

بشرطیکہ ایسی کسی بھی درخواست کو ایک ہی حکم کے سلسلے میں ایک سے زیادہ بار ترجیح نہیں دی جائے گی۔"

Ilyas Ahmed Pandit
2024.10.14 13:23
I attest to the accuracy and
integrity of this document

دیوانی اپیل نمبر 420، سال 1957 میں اپیل کنندہ کی جانب سے لیا گیا نقطہ یہ تھا کہ حساب کتاب گجراتی زبان میں تھے اور چونکہ اپیل کنندہ کی جانب سے کوئی ایسا نہیں تھا جو اپیل کنندہ کے وکیل کو تیلگو یا انگریزی میں ہدایات دے سکے جب اپیل کی سماعت ٹریبونل کے ذریعے کی گئی تھی، لہذا اپیل کنندہ ٹریبونل کے سامنے مواد پیش نہیں کر سکا۔ دوسری اپیل میں، جائزے کی درخواست کی حمایت میں لیا گیا نقطہ یہ تھا کہ مراسلہ و کتابت کو دوسرے ریکارڈ کے ساتھ ملایا گیا تھا اور اس لیے اسے ٹریبونل کے سامنے نہیں رکھا جا سکا۔ ٹریبونل نے جائزے کے لیے درخواستوں کو اس بنیاد پر مسترد کر دیا کہ اس کے سامنے لی گئی عرضی کی حمایت میں ضروری مواد پیش کرنے میں ناکامی، یا تو شدید لاپرواہی یا جان بوجھ کر روکنے کی وجہ سے، 12A(6)(a) کی وجہ سے نہیں آئی جیسا کہ اظہار میں کہا گیا ہے "ان حقائق کی بنیاد پر جو اس کے سامنے حکم منظور کرتے وقت نہیں تھے"۔ اس کے بعد اپیل کنندہ نے ایکٹ کی دفعہ 12B کے تحت نظر ثانی کے لیے عدالت عالیہ کا رخ کیا اور دلیل دی کہ ٹریبونل نے دفعہ 12A (6)(a) کے بارے میں جو نظریہ اختیار کیا وہ درست نہیں تھا۔ عدالت عالیہ نے اس کی حمایت میں بنیادی حقائق اور شواہد کے درمیان فرق کیا اور کہا:

"اس حقیقت کو قائم کرنے کے لیے حقیقت اور ثبوت کے درمیان ایک لازمی فرق ہے۔"

****

" ہمارے خیال میں دفعہ 12A (6)(a) کا مقصد ہر مشخص الیہ کو ٹریبونل کے سامنے اپنا مقدمہ قائم کرنے کے لیے دو مواقع دینا نہیں ہے۔ یہ واقعی مشخص الیہ کے مفاد میں تصور کیا گیا ہے، جو پہلی بار میں ٹریبونل کے سامنے کچھ حقائق پیش کرنے کے قابل نہیں تھا جس سے اس کے فیصلے میں فرق پڑتا۔"

اس نظریے میں جو عدالت عالیہ نے دفعہ 12A(6)(a) کے بارے میں لیا، اس نے قرار دیا کہ جائزے کی درخواستیں صحیح طور پر خارج کر دی گئیں۔

ہمارے سامنے دو اپیلوں میں دلیل یہ رہی ہے کہ ٹریبونل اور عدالت عالیہ نے بھی ایکٹ کی دفعہ 12A (6)(a) کے حقیقی دائرہ کار اور اثر کے بارے میں غلط نظریہ اختیار کیا۔ ریاست آندھرا بنام سری اریسیٹی سری رامولو ([1]) میں اسی عدالت عالیہ کے بعد کے مکمل بنچ کے فیصلے کی طرف ہماری توجہ مبذول کرائی گئی ہے اور یہ پیش کیا گیا ہے کہ اس میں ظاہر کردہ نظریہ درست ہے۔ اس فیصلے میں، یہ قرار دیا گیا تھا کہ دفعہ 12A(6)(a) میں لفظ "حقائق" کو اس معنی میں استعمال کیا جا سکتا ہے

Ilyas Ahmed Pandit
2024.10.14 13:23
I attest to the accuracy and
integrity of this document

جس میں اسے ثبوت کے قانون میں استعمال کیا گیا ہے، یعنی، جس میں مطلوبہ حقیقت یا ثابت ہونے والی اصل حقیقت اور "ثبوت فراہم کرنے والی حقیقت یا ثبوت کے حقائق شامل ہیں جن سے اصل حقیقت فوری طور پر یا نتیجے کے ذریعے پیروی کرتی ہے۔ حقائق یا تو "مسائل میں موجود حقائق" ہو سکتے ہیں جو تنازعہ کے بنیادی معاملات ہیں یا متعلقہ حقائق جو ثبوت ہیں اور جو براہ راست یا نتیجے کے ذریعے، "مسائل میں موجود حقائق" کو ثابت یا غلط ثابت کرتے ہیں۔"

جس نقطہ نظر سے ہم نے ان دونوں اپیلوں کو لیا ہے، اس میں ایکٹ کے دفعہ 12A(6)(a) کے حقیقی دائرہ کار اور اثر کے بارے میں آندھرا کی عدالت عالیہ میں لیے گئے مختلف نظریات پر تفصیل سے بحث کرنا ضروری نہیں ہے۔ ایک ڈویژن بنچ نے یہ رائے ظاہر کی کہ ذیلی دفعہ میں "حقائق" کا مطلب بنیادی حقائق ہیں، یعنی کسی دعوے کو برقرار رکھنے کے لیے ضروری حقائق، اور اس طرح کے حقائق اور انہیں قائم کرنے کے لیے درکار شواہد کے درمیان فرق کیا۔ اس نے مزید یہ رائے ظاہر کی کہ دفعہ 12A (6)(a) کے تحت ٹریبونل اپنے حکم پر نظر ثانی کر سکتا ہے اگر اس کے سامنے کوئی بنیادی حقائق موجود نہ ہوں جب اس نے حکم منظور کیا تھا، لیکن ذیلی دفعہ کا مقصد کسی فریق کو تازہ ثبوت پیش کرنے کا دوسرا موقع دینا نہیں تھا۔ مکمل بنچ نے ذیلی دفعہ کے بارے میں وسیع نظریہ اختیار کیا اور کہا کہ ذیلی دفعہ میں مذکور حقائق "مسائل میں موجود حقائق" یا "شواہد پر مبنی حقائق" ہو سکتے ہیں۔ ہم سمجھتے ہیں کہ ایک مناسب صورت میں شواہد سے متعلق حقائق اس قدر جڑے ہو سکتے ہیں کہ وہ بھی ذیلی دفعہ کے دائرہ کار میں آ سکتے ہیں۔ تاہم، مکمل بنچ نے ایک قدم اور آگے بڑھ کر کہا کہ اگر متعلقہ شواہد کے حقائق کو دانستہ غفلت یا جان بوجھ کر روک دیا گیا یا دبا دیا گیا، تب بھی اس طرح کے دبانے یا روکنے کا مجرم فریق دفعہ 12A(6)(a) کے تحت نظر ثانی کا مطالبہ کرنے کا حقدار ہوگا۔ ہم یہ بات بڑے احترام کے ساتھ کہتے ہیں، لیکن بالکل یہی ہے جس کی دفعہ اجازت نہیں دیتا ہے۔ مکمل بنچ نے کہا:

"دفعہ 12A (6)(a) کی زبان اتنی وسیع اور عمومی ہے کہ یہ ممکنہ طور پر تکلیف دہ نتائج کا باعث بن سکتی ہے کہ اس سے کسی مشخص الیہ کو ثبوت کی بنیاد پر اپیلٹ ٹریبونل کے سامنے سماعت کا مزید موقع مل سکتا ہے جسے وہ پہلی سماعت میں لاپرواہی سے یا منصوبہ بند طور پر پیش کرنے میں ناکام رہا۔ چونکہ دفعہ 12A(6)(a) میں استعمال ہونے والی زبان واضح اور غیر واضح ہے اور ہماری رائے میں صرف ایک تشریح کے قابل ہے، اس لیے ہم اس کے نتیجے میں ہونے والی کسی بھی تکلیف کے امکان کے باوجود اسے نافذ کرنے کے پابند ہیں۔ تکلیف، اگر کوئی ہو تو، اس مشخص الیہ کے لیے نہیں

Ilyas Ahmed Pandit
2024.10.14 13:23
I attest to the accuracy and
integrity of this document

ہے جس کے فائدے کے لیے فراہمی کا ارادہ کیا گیا ہے۔ کسی بھی صورت میں، علاج قانون سازیہ کے پاس ہے۔"

ہمارے خیال میں یہ زبان پر بڑا تشدد ہے کہ یہ کہا جائے کہ ٹریبونل کے سامنے درخواست یا دلیل یا کسی بنیادی حقیقت کی حمایت میں دانستہ غفلت یا جان بوجھ کر ثبوت کو روکنا یا دبانا، ان حقائق کے بیان محاورہ کے اندر سمجھا جاتا ہے جو اس (ٹریبونل) کے سامنے نہیں تھے جب اس نے حکم منظور کیا تھا۔ اس دفعہ کی اس طرح تشریح کرنا جان بوجھ کر لاپرواہی اور دھوکہ دہی پر پریمیم لگانا ہے اور کسی فریق کو اپنی غلطیوں سے فائدہ اٹھانے کی اجازت دینے کے مترادف ہے۔ ہمیں نہیں لگتا کہ اس طرح کی تعمیر استعمال شدہ زبان سے ملتی ہے، جو اس نظریے سے زیادہ مطابقت رکھتی ہے کہ دفعہ 12A (6)(a) کی توضیع تب جائزے کی اجازت دیتی ہے جب کسی نگرانی، غلطی یا کوتاہی کے بذریعے ضروری حقائق، بنیادی یا ثبوت عدالت کے سامنے موجود نہیں تھے جب اس نے اس حکم کو منظور کیا جس کا جائزہ لینے کی کوشش کی گئی تھی۔ یہ سوچنا مکمل طور پر غلط ہے کہ ذیلی دفعہ کسی فریق کو عدالتی ٹریبونل کے ساتھ چھپنے چھپانے کا کھیل کھیلنے کی اجازت دیتی ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ کسی دعوے کی حمایت میں عرضی کے طور پر معاملے میں کسی حقیقت یا شواہد کو اٹھانا اور ساتھ ہی ساتھ جان بوجھ کر اس کی حمایت میں شواہد کو روکنا۔ ایسی صورتحال کو "ٹریبونل کے سامنے موجود حقائق نہیں" کے بیان محاورہ کے معنی میں نہیں کہا جا سکتا۔

ہمارے سامنے کی گئی اپیلوں میں جان بوجھ کر ثبوت کو روکنا یا دبانا تھا۔ اس معاملے میں، مواد اس عرضی پر پیش نہیں کیا گیا کہ وہ گجراتی میں لکھے گئے تھے اور کوئی بھی وکیل کو انگریزی یا تیلگو اور دوسری زبان میں ہدایت دینے کے لیے دستیاب نہیں تھا، اتنی ہی مخصوص عرضی پر مراسلہ و کتابت کو تقریباً دو سال تک دوسرے ریکارڈوں کے ساتھ ملایا گیا تھا۔ ان دونوں اپیلوں کو اس مختصر بنیاد پر نمٹایا جا سکتا ہے کہ اپیل کنندہ دانستہ غفلت اور جان بوجھ کر شواہد کو روکنے کی وجہ سے دفعہ 12A (6)(a) کے تحت نظر ثانی کا مطالبہ کرنے کا حقدار نہیں تھا۔

ہم ان اپیلوں میں کوئی قابلیت نہیں دیکھتے اور انہیں اخراجات کے ساتھ خارج کرتے ہیں۔

اپیلیں خارج کر دی گئیں۔

Ilyas Ahmed Pandit
2024.10.14 13:23
I attest to the accuracy and integrity of this document